از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 23مارچ، 1995

محبوب صاحب

بنام

سید اسماعیل و دیگراں

[کے راموامی اور بی ایل ہنسریا، جسٹس صاحبان]

مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908–دفعہ 11–امر فیصلہ شدہ–شریک مدعاعلیہان کے معاملے میں نظریے کے اطلاق کے لیے شرائط–دھوکہ دہی یا گٹھ جوڑ–کا اثر۔

شریعت محمدی–ہبہ–شریعت محمدی کی صداقت کے لیے ضروری شرائط–سرپرستی–ماں نابالغ کی سرپرست کے طور پر کام نہیں کر سکتی۔

مدعاعلیہان نے اپنے والد M اور اپیل کنندہ کے خلاف قبضہ کے لیے مقدمہ دائر کیا جس میں دعوی کیا گیا کہ ان کے والد نے پٹواری کے ساتھ ملی بھگت میں اپیل کنندہ کے حق میں جائیدادِ متداعیہ غیر قانونی طور پر فروخت کی تھی، جب کہ وہ نابالغ تھے۔ جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ ان کے والد نے مشترکہ طور پر ان کے حق میں اور ان کی والدہ کے حق میں ایک تصدیق شدہ حبہ نامہ پر عمل کرتے ہوئے جائیدادِ متداعیہ تحفے میں دی تھی اور اس کے بدلے میں ان کی والدہ نے زبانی طور پر اپنا حصص جواب دہندگان میں سے ایک کو تحفے میں دیا تھا اور اس لیے ان کے والد کو کوئی اختیار نہیں تھا۔ جائیدادِ متداعیہ کو الگ کرنا۔ اپیل گزاروں نے مقدمے کی مخالفت کرتے ہوئے استدعا کی کہ مقدمے کی اراضی اسے غور و فکر اور قرضوں کی ادائیگی کے لیے فروخت کی گئی تھی۔

ایک اور شخص کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے میں جس میں دعوی کیا گیا تھا کہ وہ جائیدادِ متداعیہ کا مالکانہ رہن دار ہے اور موجودہ مدعاعلیہان کے والد کے دوسرے قرض دہندہ کے حق میں ڈگری کا دعوی کرتا ہے، یہ فیصلہ کیا گیا کہ مدعاعلیہان کے والد نے مشترکہ طور پر مدعاعلیہان

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and integrity of this document

اور ان کی والدہ کو زمین تحفے میں دی تھی۔ مدعاعلیہ اور ان کے والد، جو مذکورہ مقدمے میں شریک مدعاعلیہان تھے، نے ایک مشترکہ جواب دعویٰ دائر کیا تھا جس میں مذکورہ مقدمے میں مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا گیا تھا۔ جواب دہندگان نے زور دے کر کہا کہ یہ اپیل گزار کے خلاف عدالتی کارروائی کے طور پر کام کرے گا کیونکہ وہ اپنے والد کے بذریعے مقدمے کی جائیداد متدعویہ کے حق کا دعوی کر رہا تھا۔

ٹرائل کورٹ نے امر فیصلہ شدہ کی درخواست کو خارج کر دیا لیکن قابلیت کی بنیاد پر مقدمہ خارج کر دیا۔

پہلی اپیلٹ عدالت کے سامنے امر فیصلہ شدہ کے نکتے پر زور نہیں دیا گیا، اس نے مؤقف اختیار کیا کہ -(i) مدعاعلیہان کے والد کا نام ریونیو ریکارڈ میں مالک کے طور پر ظاہر ہوتا رہا جب تک کہ اسے اپیل کنندہ کے حق میں تبدیل نہیں کیا گیا۔(ii) والد کی طرف سے انجام دیا گیا حبہ نامہ ثابت نہیں ہوا (iii) ماں کی طرف سے کیا گیا زبانی حبہ غلط تھا کیونکہ نہ تو حبہ کی قبولیت اور نہ ہی ملکیت کی فراہمی ثابت ہوئی تھی (iv) جب باپ زندہ تھا تو ماں جائیداد کی سرپرست کے طور پر کام نہیں کر سکتی تھی۔ پہلی اپیلٹ عدالت نے اپیل کی اجازت دیتے ہوئے کہا کہ مبینہ تحائف صرف قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کا ایک آلہ ہیں۔

دوسری اپیل میں، عدالت عالیہ نے حقائق کے نتائج میں خلل ڈالے بغیر صرف عدالتی حکم کی بنیاد پر پہلی اپیلٹ عدالت کے حکم کو الٹ دیا۔ لہذا، موجودہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار پایا گیا کہ: 1.1 ٹرائل کورٹ نے امر فیصلہ شدہ کی درخواست کو ابتدائی مسئلے کے طور پر خارج کر دیا۔ اگرچہ یہ امر فیصلہ شدہ کے نظریے کی بنیاد پر ٹرائل کورٹ کی ڈگری کو برقرار رکھنے کے لیے کھلا تھا، لیکن اس بنیاد پر اپیلٹ عدالت کے سامنے اس پر بحث نہیں کی گئی۔ اس طرح امر فیصلہ شدہ پر ٹرائل کورٹ کے نتائج حتمی ہو گئے۔

1.2 امر فیصلہ شدہ کے نظریے کا اطلاق شریک مدعاعلیہان پر بڑی احتیاط اور احتیاط کے ساتھ کیا جانا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دھوکہ دہی ایک بیرونی یک جدی والا عمل ہے جو عدالتوں کی انتہائی سنجیدہ کارروائیوں کو خراب کرتا ہے۔ اگر کوئی فریق دھوکہ دہی یا ملی بھگت کی مشق کر کے عدالت سے ڈگری حاصل کرتا ہے، تو اسے یہ کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ معاملہ عدالتی ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اور اسے دوبارہ نہیں کھولا جا سکتا۔ ایسے معاملے میں جہاں دھوکہ دہی یا گٹھ جوڑ کے آثار شفاف طور پر حاملہ ہیں یا ریکارڈ پر موجود حقائق سے ظاہر ہوتے ہیں، امر فیصلہ شدہ کا بھی کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اپیلٹ عدالت نے پایا، ایم اپنے قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹا زبانی حبہ یا رہن کا جعلی دعوی بنا کر ان کے ساتھ دھوکہ دہی کر رہا تھا۔

2.2 شریک مدعاعلیہان کے درمیان امر فیصلہ شدہ کے نظریے کے اطلاق کے لیے، چار شرائط پوری ہونی چاہئیں، یعنی(i) متعلقہ مدعاعلیہان کے درمیان مفادات کا تصادم ہونا چاہیے؛(ii) مدعی کے دعووں کو راحت دینے کے لیے تنازعہ کا فیصلہ کرنا ضروری ہونا چاہیے؛(iii) مدعاعلیہان کے درمیان سوال کا بالآخر فیصلہ ہو چکا ہو گا، اور(iv) شریک مدعاعلیہان سابقہ مقدمے میں ضروری یا مناسب فریق تھے۔

ایس ایم سعادت علی خان بنام مرزا وقار علی، اے آئی آر(1943) پی سی 115؛ ششیبوشن پرساد مشرا بنام بابوجی رائے اور دیگر، [1969] 2 ایس سی آر 971 اور افتیکھر احمد اور دیگر بنام سید مہربن علی، [1974] 2 ایس سی سی 151، پر انحصار کیا گیا۔

2.3 اگرچہ اپیل کنندہ نے جواب دہندگان کے والدین کے بذریعے جائیداد پر ملکیت کا دعوی کیا تھا، لیکن نہ تو مفادات کا تصادم تھا اور نہ ہی اس تحفے کی صداقت کے بارے میں فیصلہ کرنا ضروری تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ M نے اسے انجام دیا تھا۔ اس میں تنازعہ یہ تھا کہ آیا ملکیت والا رہن دار ڈگری کا پابند تھا اور قرض دہندہ والد کے خلاف کارروائی کر سکتا تھا اور مذکورہ جائیداد اپنے ڈگری قرض کی وصولی کے لیے فروخت کا ذمہ دار ہے۔ اس تناظر میں تحفے کی مطابقت یا جواز بے معنی ہے۔

3. اگرچہ محمدین کی طرف سے حبہ تحریری طور پر ہونا ضروری نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں اسے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت تصدیق شدہ موہوب الیہ کی ضرورت نہیں ہے، حبہ مکمل ہونے کے لیے، واہب کی طرف سے حبہ کا اعلان ہونا چاہیے، حبہ کی قبولیت، اظہار یا مضمر، واہب کی طرف سے یا اس کی طرف سے اور جائیداد کی ملکیت کی فراہمی، واہب کی طرف سے واہب کو تحفے کا موضوع ہونا چاہیے۔ موہوب الیہ کو جائیداد کی ملکیت کی فراہمی یا تو اصل میں یا تعمیری طور پر کرنی چاہیے۔ ان ضروری شرائط کے ثبوت پر، حبہ مکمل اور درست ہو جاتا ہے۔ واہب کے قبضے میں غیر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

منقولہ جائیداد کی صورت میں، اسے حبہ کے موضوع سے جسمانی طور پر خود کو مکمل طور پر الگ کرنا چاہیے۔

ملا کا شریعت محمدی، 19واں ایڈیشن، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

4. شریعت محمدی میں ماں کام نہیں کر سکتی اور نہ ہی نابالغ کی جائیداد کی سرپرست کے طور پر مقرر کی جا سکتی ہے۔ وہ خود نابالغ کے لیے سرپرست کے طور پر یکساں طور پر کام نہیں کر سکتی۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 513، سال 1979۔

آر ایس اے نمبر 161، سال 1975 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے 2.1.79 کے فیصلے اور حکم سے۔

دیویندر سنگھ اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندگان کے لیے ایس ایس جوالی اور پی آر راماشیش۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ کے راماسوامی، جسٹس نے دیا۔

کے راماسوامی، جسٹس - مخدوم، پنچمالے کے بیٹوں سید اسماعیل اور ابراہیم نے او ایس نمبر 28، سال 1965 دائر کیا، جس میں اپنے والدین اور درخواست گزار / خریدار کو جائیدادِ متداعیہ پر قبضہ کرنے اور اپیل گزار سے حاصل ہونے والے منافع کے لیے شامل کیا گیا۔ اس کی حمایت میں کیے گئے دعووں میں کہا گیا ہے کہ ان کے والد نے الند گاؤں کے سروے نمبر 781 میں 31 ایکڑ 36 گنٹھوں میں سے 15 ایکڑ 38 گنٹھوں کو مشترکہ طور پر ان کے حق میں دیا تھا اور ان کی ماں شریمتی چندی، تیسری مدعا علیہ، جس نے اپریل 1958 میں سید اسماعیل کو اس کی شادی کے وقت زبانی طور پر اپنا حصہ حبہ میں دیا تھا۔ نابالغ ہونے کے ناطے، ان کے والد دوسرے مدعا علیہ نے، ان کی طرف سے زمینوں پر کاشت کرتے ہوئے، پٹواری کے ساتھ گٹھ جوڑ کی تھی اور اپیل گزار کے حق میں بیع نامہ نمائش-D-1 پر عمل درآمد کیا تھا۔ ان کے اس بات سے آگاہ ہونے پر، انہوں نے مقدمہ دائر کیا کیونکہ ان کے والد کو زمینوں کو الگ کرنے کا کوئی حق، حق اور دلچسپی نہیں تھی۔ لہذا، اپیل کنندہ کے حق میں فروخت غلط، غیر فعال تھی اور انہیں پابند نہیں کرتی ہے۔ اپیل کنندہ نے استدعا کی کہ مخدوم نے 12 اپریل 1961 کو نمائش D-22 کے تحت 12 ایکڑ زمین کو قیمتی قیمت پر فروخت کرنے کے لیے فروخت کا قرارداد کیا تھا اور 12 مئی 1961 کو سابقہ قرضوں کو ادا کرنے کے لیے نمائش

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and integrity of this document

D-1 نامی بیع نامہ پر عمل درآمد کیا تھا۔ اسی طرح 4 ایکڑ زمین کو 2500 میں فروخت کرنے کا قرارداد عمل میں لایا گیا اور اپیل کنندہ نے اسسٹنٹ کمشنر سے 4 اگست 1964 کو اس کی فروخت کے لیے اجازت حاصل کی تھی۔ جب اس نے اور شریمتی چندی نے بیع نامہ پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دیا، تو اس نے مخصوص کارکردگی کے لیے او ایس نمبر 1 / 4، سال 1966 دائر کیا جسے مقابلے میں خارج کر دیا گیا اور بیع نامہ نمائش D-3 کو عدالت نے انجام دیا اور تصدیق کیا۔ ان کے والدین نے کوئی ایسا حبہ نہیں دیا تھا جو صرف اپیل کنندہ کو دھوکہ دینے کے لیے بنایا گیا ہو۔ مقدمے کی سماعت میں یہ بات سامنے آئی کہ ایک اسماعیل کی طرف سے ملکیت رہن کی بنیاد پر دائر کردہ او ایس نمبر آئی ڈی 1 میں، دوسرے قرض دہندہ کی طرف سے حاصل کردہ ایک اور ڈگری کی عمل آوری پر اعتراض کیا گیا تھا، جس میں 24 ستمبر 1951 کے فیصلے اور ڈگری کے ذریعے عدالت نے فیصلہ دیا کہ مخدوم نے مشترکہ طور پر مدعاعلیہان اور ان کی والدہ کو ایک تصدیق شدہ حبہ نامہ کے ذریعے زمینیں حبہ میں دی تھیں۔

مذکورہ بالا نتیجے کو اپیل گزار کے خلاف عدالتی کارروائی کے طور پر کام کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ ابتدائی معاملے کے طور پر، ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ او ایس نمبر 1951 / 1 / 3 میں ڈگری امر فیصلہ شدہ کے طور پر کام نہیں کرتی لیکن قابلیت کی بنیاد پر مقدمے کی توہین کرتی ہے۔ آر اے نمبر 1970 / 211 میں، ایڈیشنل سول جج، گلبرگہ نے ڈگری کو الٹ دیا اور یہ دعوی کرتے ہوئے مقدمہ خارج کر دیا کہ مخدوم نے ایک مالک کے طور پر جائیداد کو الگ کر دیا تھا۔ محصول کے ریکارڈ میں اس کا نام اس وقت تک مالک رہا جب تک کہ اس کی خریداری کے بعد اسے اپیل گزاروں کے نام میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ مخدوم کی طرف سے انجام دیے گئے حبہ نامہ کی نہ تو اصل اور نہ ہی مصدقہ نقل دائر کی گئی تھی۔ سب رجسٹرار کا خط اپیل میں دائر اپنے نقصان کو ظاہر کرنے کے لیے حبہ پر عمل درآمد کے ثبوت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جب باپ زندہ ہو تو ماں جائیداد کے سرپرست کے طور پر کام نہیں کر سکتی۔ ماں کی طرف سے جواب دہندگان کو دیا گیا زبانی حبہ غلط تھا کیونکہ نہ تو حبہ کی قبولیت اور نہ ہی باپ یا ماں کی طرف سے زمینوں کی ملکیت کی فراہمی ثابت ہوئی تھی۔ یہ ثابت نہیں ہوا کہ باپ یا کسی نے سرپرست کے طور پر کام کیا تھا جب شریمتی چندی نے اپنا غیر منقسم حصص پہلے مدعاعلیہ کو تحفے میں دیا تھا اور نہ ہی زبانی حبہ نامہ کے تحت بیوی سے قبضہ کرنے کا کوئی ثبوت ہے۔ اس لیے مبینہ تحائف ثابت نہیں ہوئے اور نہ ہی وہ قانونی طور پر درست تھے۔ مخدوم، ایک دائمی مقروض تھا اور قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کے لیے، اس نے اپنے بچوں اور بیوی کے حق میں تحائف کی جھوٹی درخواست یا تیسرے فریق کے حق میں جعلی رہن قائم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیے۔ اپیلٹ عدالت سے پہلے، ٹرائل کورٹ کی ڈگری کو برقرار رکھنے کے لیے او ایس نمبر 1951/1/3 میں ڈگری کو امر فیصلہ شدہ کے طور پر سروس میں نہیں ڈالا گیا تھا۔

عدالت عالیہ نے اپیلٹ عدالت کی طرف سے درج کردہ حقائق کے کسی بھی نتائج کو پریشان کیے بغیر، فیصلے کو صرف اس نتیجے پر الٹ دیا کہ او ایس نمبر 1951/1/3 میں ڈگری عدالتی طور پر کام کرتی ہے، کیونکہ والدین اور جواب دہندگان اس مقدمے میں شریک مدعاعلیہان ہیں۔ اپنے حق سے محروم ہونے کے بعد، مخدوم کو اپیل کنندہ کے حق میں نابالغوں کی جائیدادوں کو الگ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس کے مطابق عدالت عالیہ نے اپیلٹ عدالت کی ڈگری کو الٹ دیا اور دوسری اپیل نمبر 161، سال 1973، مورخہ 2 جنوری 1979 میں ٹرائل کورٹ کی تصدیق کی۔

لہذا، سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ اپنے اس نتیجے میں درست تھی کہ او ایس نمبر 1951/1/3 میں ڈگری امر فیصلہ شدہ کے طور پر کام کرتی ہے اور کیا قابلیت پر حقائق کے نتائج کو پریشان کیے بغیر اپیلٹ ڈگری کا الٹ جانا قانونی ہے۔ دونوں وکیلوں کے متعلقہ دلائل پر بے چینی سے غور کرنے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ عدالت عالیہ اپنے نقطہ نظر میں مکمل طور پر غلط تھی۔ ان کے نابالغ بیٹوں اسماعیل اور ابراہیم کے حق میں دیے گئے تحائف کو ثابت کرنے کے لیے نہ تو ماں اور نہ ہی والد سے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی، جواب دہندگان نمبر 1 اور 2. سید اسماعیل سے بھی گواہ کے طور پر تفتیش نہیں کی گئی۔ ابراہیم نے اپنے ثبوت میں اپنے والد کی طرف سے بیع نامہ پر عمل درآمد کا اعتراف کیا تھا اور اس نے نمائش D-1 کے تحت فروخت کے لین دین کی تصدیق کرنے والے گواہ کے طور پر کام کیا تھا۔ اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اس کے والد نے نمائش P-3 کے تحت جائیداد گروی رکھی تھی۔ اعتراض کی درخواست میں حبہ قائم نہیں کیا گیا تھا۔ اپیلٹ عدالت نے، درحقیقت ایک حتمی عدالت کے طور پر، پایا کہ مبینہ طور پر تصدیق شدہ حبہ نامہ جو کہ مخدوم اور اس کی بیوی نے مشترکہ طور پر اپنے نابالغ بیٹوں کو دیا تھا، نہ تو اس مقدمے میں یا او ایس نمبر میں دائر کیا گیا تھا۔

ملا کے ذریعے محمد قانون کے اصولوں کی دفعہ 147 کے تحت، چیف جسٹس ایم ہدایت اللہ کے ذریعے ترمیم کردہ 19 ویں ایڈیشن میں یہ تصور کیا گیا ہے کہ تحریر کسی تحائف کے منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کے لیے ضروری نہیں ہے۔ دفعہ 148 کے مطابق یہ ضروری ہے کہ تحفے کی صداقت کے لیے یہ ضروری ہو کہ واہب دفعہ 149 کے تحت تحفے کے موضوع پر اپنی تمام ملکیت اور تسلط سے خود کو مکمل طور پر الگ کر لے، تحفے کی صداقت کے لیے تین ضروری چیزیں ہونی چاہئیں، (i) واہب کی طرف سے حبہ کا اعلان، (ii) واہب کی طرف سے یا اس کی طرف سے اظہار یا مضمر تحفے کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قبولیت، اور (iii) واہب کی طرف سے حبہ کے موضوع کی ملکیت کی فراہمی جیسا کہ دفعہ 150 میں مذکور ہے۔ اگر ان شرائط کی تعمیل کی جاتی ہے تو حبہ مکمل ہو جاتا ہے۔ دفعہ 150 میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک درست تحفے کے لیے تحفے کے موضوع پر قبضہ موہوب الیہ اور اصل میں یا تعمیری طور پر حبہ پر قبضہ موہوب الیہ ہونا چاہیے۔ تب ہی حبہ مکمل ہوتا ہے۔ دفعہ 152 میں تصور کیا گیا ہے کہ جہاں واہب کے قبضے میں ہے، غیر منقولہ جائیداد کا حبہ جس کا واہب اصل قبضے میں ہے اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ واہب جسمانی طور پر اپنے تمام سامان اور جائیدادوں کے ساتھ احاطے سے روانہ نہ ہو جائے، اور واہب باضابطہ طور پر قبضے میں داخل نہ ہو جائے۔ اس طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ اگرچہ محمدین کی طرف سے حبہ تحریری طور پر ہونا ضروری نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں اسے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت تصدیق شدہ موہوب الیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ حبہ مکمل ہونے کے لیے، واہب کی طرف سے تحفے کا اعلان ہونا چاہیے؛ واہب کی طرف سے یا اس کی طرف سے اظہار کردہ یا مضمر تحفے کی قبولیت، اور جائیداد کی ملکیت کی فراہمی، واہب کی طرف سے واہب کو تحفے کا موضوع۔ موہوب الیہ دہندہ کو اس جائیداد کی ملکیت یا تو اصل میں یا تعمیری طور پر حاصل کرنی چاہیے۔ ان ضروری شرائط کے ثبوت پر، حبہ مکمل اور درست ہو جاتا ہے۔ واہب کے قبضے میں غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں، اسے حبہ کے موضوع سے فطری طور پر خود کو مکمل طور پر الگ کرنا چاہیے۔ تحفے کا اعلان، نابالغ کے ذریعہ یا اس کی طرف سے تحفے کی قبولیت یا قبضہ کی فراہمی یا قبضہ کرنے یا جس نے تحفے کو حقیقت میں یا تعمیری طور پر قبول کیا تھا، اس کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا ہے۔ تسلیم شدہ طور پر وہ جائیداد کے قبضے میں تھا اور اس سے لطف اندوز تھا جب تک کہ اسے اپیل کنندہ کو فروخت نہیں کیا گیا۔ اسی طرح، مسلم قانون میں ماں نابالغ کے جائیداد کے سرپرست کے طور پر کام نہیں کر سکتی اور نہ ہی مقرر کی جا سکتی ہے۔ وہ یکساں طور پر قانونی سرپرست کے طور پر کام نہیں کر سکتی۔

دفعہ 348 "نابالغ" کی تعریف کرتا ہے جس کا مطلب ہے "ایک ایسا شخص جس نے اٹھارہ سال کی عمر مکمل نہیں کی ہے"۔ دفعہ 349 میں کہا گیا ہے کہ "شخص یا جائیداد یا نابالغ دونوں کے سرپرست کی تقرری کے لیے تمام درخواستیں گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ 1890 کے تحت کی جاتی ہیں"۔ دفعہ 359 ان افراد کو شمار کرتا ہے، جو اس میں مذکور حکم میں، نابالغ کی جائیداد کے سرپرست ہونے کے حقدار ہیں، یعنی (1) باپ؛ (2) باپ کی مرضی سے مقرر کردہ ناظم؛ (3) باپ کے دادا؛ اور (4) باپ کے دادا کی مرضی سے مقرر کردہ ناظم۔ دفعہ 362 غیر منقولہ جائیداد کو الگ کرنے کے قانونی سرپرست کے اختیار کو محدود کرتی ہے سوائے اس کے کہ اس میں بیان کردہ حالات کے۔ اسی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرح، عدالت کے سرپرست کو وارڈ کی غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کے ساتھ رہن رکھنے یا وصول کرنے یا فروخت، حبہ، تبادلے یا دوسری صورت میں منتقل کرنے یا اس جائیداد کو پٹہ پر دینے کا کوئی شرط نہیں ہے سوائے عدالت کی سابقہ اجازت کے اور دفعہ 363 میں مذکور شرائط کے تابع۔ تسلیم شدہ طور پر، نابالغوں کی طرف سے کام کرنے کے لیے جائیداد کا کوئی سرپرست مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ والد نے قانونی سرپرست کے طور پر کام کیا۔ اسی طرح زبانی حبہ کی قبولیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ماں نے اپنے غیر منقسم حصص میں سے سب سے بڑے بیٹے اسماعیل کو دیا تھا۔ اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ قبضہ زبانی حبہ کے تحت پہنچایا گیا تھا اور نابالغ کی طرف سے قبول کیا گیا اور قبضہ کر لیا گیا۔

اس کا ایک تہائی غیر منقسم حصہ او ایس نمبر 3/1/1951 کا موضوع نہیں تھا۔ اس لیے ایڈیشنل سول جج اپنے نتائج میں درست تھے کہ تحائف ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ وہ مکمل نہیں تھے۔ مانا جاتا ہے کہ والد مالک کی حیثیت سے زمینوں کے قبضے اور لطف اندوز ہوتے رہے جیسا کہ محصولات کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے جب تک کہ اسے اپیل گزاروں کے نام پر اس کی طرف سے خریدی گئی 16 ایکڑ کی حد تک تبدیل نہیں کیا گیا۔ ابراہیم نے نمائش D-1 کی تصدیق کی ہے جب اس کے والد نے زمینوں کو مالک کے طور پر منتقل کیا تھا۔ اگرچہ فروخت اس کے مفاد کے خلاف تھی، لیکن اس نے فروخت پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس طرح وہ طرز عمل اور ریکارڈ کے ذریعے نمائش D-1 بیع پر اعتراض کرنے یا زمینوں میں کسی بھی دلچسپی کا دعوی کرنے کے لیے بے دخل ہو جاتا ہے۔

ان حالات میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عدالت عالیہ امر فیصلہ شدہ کے نظریے پر اپیلٹ ڈگری کو تبدیل کرنے میں درست تھی۔ اس موقع پر یہ ذکر کرنا مناسب ہو سکتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے امر فیصلہ شدہ کی درخواست کو ابتدائی مسئلے کے طور پر خارج کر دیا۔ اگرچہ یہ امر فیصلہ شدہ کے نظریے کی بنیاد پر ٹرائل کورٹ کی ڈگری کو برقرار رکھنے کے لیے کھلا تھا، لیکن اس کی بنیاد پر اپیلٹ عدالت کے سامنے اس پر بحث نہیں کی گئی۔ اس طرح ٹرائل کورٹ کے نتائج کہ او ایس نمبر 3/1/1951 میں ڈگری امر فیصلہ شدہ کے طور پر کام نہیں کرتی ہے حتمی ہو گئے۔ اس کے بعد سوال یہ ہے کہ کیا امر فیصلہ شدہ کا نظریہ اس معاملے کے حقائق کی طرف راغب ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ دفعہ 11 مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت۔ جب معاملہ براہ راست یا کافی حد تک ایک ہی فریق کے درمیان یا فریقین کے درمیان جس کے تحت انہوں نے یا ان میں سے کسی نے ایک ہی عنوان کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تحت قانونی چارہ جوئی کا دعوی کیا ہے، تو سابقہ مقدمے کی ڈگری مدعی اور مدعاعلیہ کے درمیان یا شریک مدعی یا شریک مدعاعلیہان کے درمیان چار شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے، یعنی کہ (1) متعلقہ مدعاعلیہان کے درمیان مفادات کا تصادم ہونا ضروری ہے۔ (2) مدعی کا دعوی کردہ راحت دینے کے لیے تنازعہ کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ (3) مدعاعلیہان کے درمیان سوال لازمی ہے آخر کار فیصلہ کر لیا گیا ہے؛ اور (4) شریک مدعاعلیہان سابقہ مقدمے میں ضروری یا مناسب فریق تھے۔ یہ طے شدہ قانون ہے جیسا کہ ایس ایم سعادت علی خان بنام مرزا وقار علی، اے آئی دیگر ان پی سی 115، ششیبوشن پرساد مشرا بنام بابو جی رائے اور دیگر، [1969] 2 ایس سی آر 971 میں درج ہے۔ اور آفتاب احمد اور دیگر بنام سید مہر بن علی، [1974] SCC1512۔ مثال کے طور پر یہ لیں کہ اگر 'A' کی طرف سے 'B اور C' کے خلاف دائر مقدمے میں معاملہ براہ راست اور کافی حد تک B اینڈ C کے درمیان زیر بحث ہے، اور 'A' کو راحت دینے کے لیے مقدمے کا تعین کرنے کے لیے اس معاملے پر عدالتی فیصلہ ضروری تھا؛ عدالتی فیصلہ B اینڈ C کے درمیان بعد کے مقدمے میں امر فیصلہ شدہ کے طور پر کام کرے گا جس میں ان میں سے کوئی بھی مدعی اور دوسرا مدعاعلیہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اگر مدعی شریک مدعاعلیہان کے درمیان مقدمے کی کوشش اور فیصلہ کیے بغیر اپنے حق پر نہیں پہنچ سکتا ہے، تو عدالت کوشش کرے گی اور مقدمے کا فیصلہ کرے گی، اور شریک مدعاعلیہان ڈگری کے پابند ہوں گے۔ لیکن اگر مدعی کو دی گئی راحت میں شریک مدعاعلیہان کے درمیان کسی مقدمے کے فیصلے کی ضرورت یا اس میں شامل نہیں ہے، تو شریک مدعاعلیہان ایک دوسرے کے پابند نہیں ہوں گے۔

جہاں مذکورہ بالا چار شرائط موجود نہیں تھیں، ڈگری امر فیصلہ شدہ کے طور پر کام نہیں کرتی ہے۔ لہذا، یہ ہونا چاہیے کہ وہ تمام افراد جن کے پاس حق، ٹائٹل اور مفاد ہیں، انہیں مقدمے میں فریق بنایا جائے اور انہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ حق، تعلق اور مفاد عدالتی فیصلہ میں ہوگا اور اس میں پایا جانے والا نتیجہ یا ڈگری سابقہ مقدمے کے موضوع کے معاملے میں ان کے حق، اور مفاد کے خلاف عدالتی کارروائی کے طور پر کام کرے گی۔ یہاں تک کہ ان کی غیر موجودگی میں بھی ڈگری پاس کی جاسکتی تھی اور اسے مدعی کے حق کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے یا تو اسے قبول کیا جاسکتا ہے یا اس کی تردید کی جاسکتی ہے۔ امر فیصلہ شدہ کا نظریہ لاگو ہوگا حالانکہ جس فریق کے خلاف اسے نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اسے شریک نامزد نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی اس نے پیشی کی تھی اور نہ ہی اس نے سوال کا مقابلہ کیا تھا۔ تاہم، امر فیصلہ شدہ کے نظریے کا اطلاق شریک مدعاعلیہان پر بڑی احتیاط اور احتیاط کے ساتھ کیا جانا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دھوکہ دہی ایک بیرونی یک

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جدی والا عمل ہے، جو عدالتوں کی انتہائی سنجیدہ کارروائی کو ذائل کرتا ہے۔ اگر کوئی فریق دھوکہ دہی یا ملی بھگت کی مشق کرکے عدالت سے ڈگری حاصل کرتا ہے، تو اسے یہ کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ معاملہ عدالتی ہے اور اسے دوبارہ نہیں کھولا جا سکتا۔ ایسے معاملے میں جہاں دھوکہ دہی یا گٹھ جوڑ کے آثار شفاف طور پر حاملہ ہیں یا ریکارڈ پر موجود حقائق سے ظاہر ہوتے ہیں، امر فیصلہ شدہ کا بھی کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔

لہذا، شریک مدعا علیہ یا شریک مدعی کے درمیان قانونی چارہ جوئی کے نظریے کو لاگو کرنے میں، عدالتوں کو لازمی طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ حقیقت میں شریک مدعا علیہان یا شریک مدعیوں کے درمیان تصادم مفادات ہونا چاہیے اور تنازعہ کا فیصلہ کرنا ضروری ہے تاکہ راحت مل سکے جس کا دعوی مدعی نے مقدمے میں کیا تھا اور سوال براہ راست اور کافی حد تک مسئلہ میں رہا ہوگا اور آخر کار اس میں فیصلہ کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اپیلٹ عدالت نے پایا کہ مخدوم اپنے قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹے زبانی حبہ یا رہن داروں کے جعلی دعوے بنا کر ان کے ساتھ دھوکہ دہی کر رہا تھا۔ شواہد ایکٹ کی دفعہ 44 میں تصور کیا گیا ہے کہ کسی مقدمے یا کارروائی کا کوئی فریق یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ کوئی بھی فیصلہ، حکم یا ڈگری، جو دفعہ 40، 41 یا 42 کے تحت متعلقہ ہے، دفعہ 40 کے تحت دھوکہ دہی یا ملی بھگت سے حاصل کی گئی ہے، فیصلے، حکم یا ڈگری کا وجود جو قانون کے ذریعے کسی عدالت کو کسی مقدمے کا نوٹس لینے یا مقدمے کی سماعت کرنے سے روکتا ہے، ایک متعلقہ حقیقت ہے جب سوال یہ ہے کہ کیا ایسی عدالت کو اس طرح کے مقدمے کا نوٹس لینا چاہیے یا اس طرح کا مقدمہ چلانا چاہیے۔

جب ریکارڈ پر موجود ثبوت یہ ثابت کرتا ہے کہ او ایس نمبر 1951/1/3 میں مقدمہ قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کے لیے گٹھ جوڑ یا دھوکہ دہی تھی، تو یہ ایک متعلقہ حقیقت ہے اور عدالت یہ معلوم کرنے کے لیے اس کا نوٹس لے گی کہ آیا ٹرائل کورٹ اس معاملے کی سماعت کرنے سے قاصر ہے۔ عدالت عالیہ نے اس معاملے کے اس پہلو کی طرف نہ تو توجہ دی تھی اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی تھی سوائے اس کے کہ اس عدالت کی طرف سے افتخار احمد کے معاملے (اوپر) میں رکھے گئے اصولوں کے مکینکی اطلاق کے۔ او ایس نمبر 1951/1/3 میں عرضیاں نچلی عدالتوں میں پیش نہیں کی گئیں۔ فیصلہ، ضمیمہ II، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مدعا علیہان اور ان کے دوسرے بھائی اور والدین کو مدعا علیہان 1 سے 5 کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ چھٹا مدعا علیہ دوسرے مقدمے میں ڈگری دار تھا۔ اس میں یہ دعوی کیا گیا تھا کہ مدعا علیہان 1 سے 4 کے بارے میں کہا گیا تھا کہ انہوں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے اس میں مدعی اسماعیل کے حق میں ملکیتی رہن پر عمل درآمد کیا تھا۔ان کی طرف سے ایک مشترکہ جواب دعویٰ دائر کیا گیا تھا جس میں مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا گیا تھا جس نے اس تحفے کی استدعا کی تھی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مخدوم نے تین بیٹوں اور اس کی بیوی کے حق میں دیا تھا۔انہوں نے بھی یہی اعتراف کیا ہے۔اس طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ اس مقدمے میں مدعا علیہان کے درمیان تصادم مفادات نہیں تھا۔دوسری طرف انہوں نے اس دعوے کا اعتراف کیا تھا جو مبینہ ملکیت والے رہن دار نے اس میں درج کیا تھا۔اگرچہ اپیل کنندہ نے جواب دہندگان کے والدین کے بذریعے جائیداد پر ملکیت کا دعوی کیا، لیکن نہ تو تصادم مفادات تھا اور نہ ہی اس تحفے کی صداقت کے بارے میں فیصلہ کرنا ضروری تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے مخدوم نے انجام دیا تھا۔اس میں تنازعہ یہ تھا کہ آیا مالکانہ رہن دار ڈگری کا پابند ہے اور قرض دہندہ مخدوم کے خلاف کارروائی کر سکتا ہے اور مذکورہ جائیداد اپنے ڈگری قرض کی وصولی کے لیے فروخت کے لیے ذمہ دار ہے؟اس تناظر میں تحفے کی مطابقت یا جواز بے معنی ہے۔اس میں یہ اعتراف کیا گیا کہ انہوں نے اس میں مدعی ابراہیم کے حق میں ملکیتی رہن پر عمل درآمد کیا تھا۔اس بنیاد پر، واحد سوال یہ ہوتا کہ کیا وہ 6ویں مدعا علیہ کی طرف سے مخدوم کے خلاف حاصل کردہ ڈگری پر عمل درآمد کے خلاف مزاحمت کرنے کا حقدار ہوگا؟نمائش D-3 کے تحت 4 ایکڑ کا زبانی حبہ یا فروخت او ایس نمبر 1951/1/3 کا موضوع نہیں تھا۔لہٰذا عدالت عالیہ نے 24 ستمبر 1951 کے او ایس نمبر 1951/1/3 کی ڈگری پر انحصار کرنے والے شریک مدعا علیہان کے درمیان امر فیصلہ شدہ کے نظریے کو لاگو کرنے میں قانون کی سنگین واضح غلطی کا ارتکاب کیا، چاہے اسے دوسری اپیل میں بھی استعمال کیا جا سکے۔

اس کے مطابق اپیل کی اجازت ہے۔عدالت عالیہ کے فیصلے اور ڈگری کو الگ کر دیا جاتا ہے اور اپیلٹ عدالت کا مقدمہ بحال ہو جاتا ہے، اس کے نتیجے میں جواب دہندگان 1 اور 2 کا مقدمہ پورے اخراجات کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document